

اُمُّ المؤمنین
حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا

”خزینۂ علم و دانش“

زبیر منصوری







آپ کے نام۔۔۔۔

میں نے پہلے اپنے دل میں موجود عقیدت کے سارے ذخیرے کو جمع کیا۔

پھر اللہ کی توفیق سے ملی اظہار کی تمام تر صلاحیت میں سے جو الفاظ خلوص سے بھرپور معلوم ہوئے انہیں ایک ترتیب سے پرو کر یہ مضامین تیار کیے، اس کے بعد انھیں دل کی گہرائیوں میں موجزن محبت میں گوندھ کر اپنی ان عظیم ماؤں اور برگزیدہ ہستیوں کی خدمت میں حقیر نذرانہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ دنیا میں اس کا کوئی، کسی قسم کا بدلہ درکار نہیں

بس ایک ہی تمنا ہے کہ

جب آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہو تو امی خدیجہؓ، امی عائشہؓ اور سیدہ بی بی فاطمہؓ اس معمولی نذرانہ کے بدلہ آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شفاعت کی سفارش کر دیں،

یہ الفاظ غلام کی عزت افزائی کا ذریعہ بن جائیں، آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم انھیں دیکھ کر تبسم فرمائیں اور اپنی توجہ کے اعزاز سے نواز دیں۔

مطالعہ کے بعد آپ بھی دعا دیجئے گا۔ اللہ آپ کو عزت دے۔

زبیر منصوری

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

﴿خزینۂ علم و دانش﴾

زبیر منصوری

البدر پبلی کیشنز

32-فرسٹ فلور ہادیہ حلیمہ سنٹر' اردو بازار لاہور
فون:042-37225030-37245030
0333-4173066-0300-4745729

زبیر منصوری

0321377691

پیش لفظ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا! خزینۂ علم و دانش

امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے میرے دل میں محبت اور احترام کے جذبات کی پہلی کلی اس دن پھوٹی تھی جس دن میں نے دورِ طالب علمی کے دوران واقعہ افک میں ان کی مظلومیت کا قصہ پڑھا تھا۔ مومنوں کی معصوم ماں ایسی شفیق اور باوقار ہستی اور میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو جس طرح ان دنوں میں کرب اور اذیت سے گزرنا پڑا اس کو یاد کرکے ہی دل کرچی کرچی ہو جاتا ہے۔ میرے پیار کرنے والے رب نے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان بڑھانی تھی، ان کے وقار اور وفا کو قیامت تک کے لئے یادگار بنا دینا تھا اسی لئے اللہ نے اپنے کبھی تحریف نہ ہو سکنے والے کلام میں امی عائشہ کی برأت کا ایسا اعلان فرما دیا کہ اب رہتی دنیا تک کوئی اس پر زبان ہلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا شرف، ان کا مقام، ان کی حرمت اور علم و دانش پر مجھ جیسا عامی بھلا کیسے کچھ لکھ سکتا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ ہم جیسے لوگ تو ان سورج، چاند، ستاروں سے اونچی ہستیوں سے نسبت جوڑ کر، ان کی خدمت میں بکھرے بکھرے لفظوں کے نذرانے پیش کر کے اپنی اوقات بڑھانے کا سامان کر لیتے ہیں، ورنہ کہاں ہم اور کہاں یہ عظیم المرتبت شخصیات!

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے مینارہ نور بنایا ہے، ان کی زندگی کا ہر لمحہ، ہر سانس، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی رہنمائی کے لئے وقف تھا، ان کے عمل کی روشنی آج بھی اور آنے والی نسلوں کے لئے بھی آفتابِ تازہ کی کرنوں کی مانند روشنی اور توانائی کا ذریعہ رہے گی، امت کی بیٹیوں اور بیٹوں کے قافلے ان کے جاری کردہ پاکیزہ چشموں سے سیراب و فیض یاب ہوتے رہیں گے۔ بس ضرورت اگر ہے تو صرف اس بات کی کہ اس صافی چشمے سے جڑا رہا جائے، رہنمائی کے لئے دست سوال دراز، توجہ مرکوز، نگاہ روبرو، دل سوالی اور ہم قبولیت کو سراپا تیار ہوں تو کردار اللہ کی توفیق سے منور ہو کر رہے گا۔

میرے اس نذرانہ عقیدت ومحبت میں اگر کچھ خیر ہے تو وہ محض اللہ کے خالص فضل اور مہربانی کا سبب ہے، اگر کچھ خرابی ہے تو اس کا ذمہ دار میں ہوں اور اپنے رب سے اس پر معافی کا طالب گار اور نادم ہوں۔ اگر کسی سے کسی ایک عمل کی شمع بھی روشن ہوگئی تو میرا کام ہوگیا۔ اگر کچھ اچھا لگے اور دل دعائے خیر دینے کو چاہے تو دست دعا ذرا کشادہ کیجئے گا، میرے معاملات پر دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کے ساتھ ساتھ، میرے مرحوم والد اور امی جان کو بھی یاد رکھئے گا' کیونکہ یہ جو کچھ بھی تھوڑا بہت خیر ہے، یہ ممکن نہ ہوتا اگر ان کی شفقت اور تربیت اس میں شامل نہ ہوتی۔

اللہ ہم سب سے وہ کام لے لے جس سے وہ راضی ہوجائے۔

زبیر منصوری

خوشیاں گھر میں آتی ہیں......

امی خدیجہ رضی اللہ عنہا دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں۔

دنیاوی سہاروں میں سے دو مضبوط سہاروں چچا جناب ابوطالب اور اہلیہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوری سے میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کو آزمایا جارہا ہے۔

ایک گھر کے اندر کا مضبوط قلعہ اور ایک باہر قریش مکہ کے مقابلے میں مضبوط قلعہ! باقی نہیں رہے۔

گھر میں بیٹیاں ہیں، یتیم ہیں مگر گھر کا نظام چلانے والا کوئی بڑا موجود نہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اداس سے رہنے لگے ہیں۔

پہلے کم از کم یہ تو تھا کہ باہر کے حالات کا مقابلہ کر کے جب گھر میں داخل ہوتے تھے تو کوئی محبت کے ساتھ مسکراتے چہرے سے استقبال کرنے والا موجود ہوتا تھا۔

سارے کام چھوڑ کر توجہ دیتا تھا، پیار سے ہاتھ تھام کر بٹھاتا تھا، کھانا کھلاتا اور گرد و غبار صاف کرتا تھا، خدمت کرتا تھا، دکھ سکھ کا ساتھی تھا، مونس و غم خوار تھا۔

مگر اب گھر اس کے بغیر سونا سونا تھا وہ ہم دم دیرینہ نہیں رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی غیر موجودگی سے ایک اداسی سی آ گئی تھی۔ ایسے ہی ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ماں باپ سے زیادہ محبت کرنے والی صحابیہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا خدمت اقدس میں حاضر ہوتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین دیکھ

کرخود بھی افسردہ ہو جاتی ہیں کہ
اللہ کی زمین پر، اللہ کے بندوں پر، اللہ کی مرضی چلانے کی جدوجہد میں مصروف اللہ کے رسول ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت بھری رفاقت کی کمی محسوس کرتے ہیں۔
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اللہ اپنے خاص کرم سے یہ بات ڈالتا ہے اور وہ میرے نبی مہربان ﷺ کی خدمت میں عرض کرتی ہیں کہ
یارسول اللہ ﷺ آپ دوسرا نکاح کر لیجئے۔
آپ ﷺ فرماتے ہیں کس سے کروں؟
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا میرے نبی مہربان ﷺ کو سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔
نبی کریم ﷺ اللہ کے حکم سے انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بات کرنے کا کہتے ہیں۔
چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا خوشی خوشی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنانے روانہ ہو جاتی ہیں، بھلا نبی ﷺ کی زندگی کا حصہ بننے سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی تھی مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ خیال گزرا کہ نبی ﷺ میرے بھائی ہیں پھر بھلا بھتیجی سے نکاح کیسے ممکن ہے؟ مگر نبی کریم ﷺ کی طرف سے یہ بات جان کر کہ اسلامی بھائی کے ہاں نکاح ہو سکتا ہے وہ بخوشی آمادہ ہو جاتے ہیں اور یوں حضرت عائشہ نبی مہربان ﷺ کے نکاح میں آ کر اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا بننے کا شرف حاصل کرتی ہیں۔
اس نکاح کے بعد دو برس تین ماہ امی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں اور پھر سات یا آٹھ مہینے مدینہ میں اپنے گھر رہیں پھر رخصت ہو کر میرے نبی مہربان ﷺ کے گھر تشریف لے آئیں۔ سیرت کی کتابیں بتاتی ہیں کہ اس وقت آپ کی عمر نو برس تھی۔ آپ ﷺ سے ان کی رفاقت کا عرصہ بھی تقریباً نو ہی برس رہا اور وہ اس وقت اٹھارہ برس کی تھیں جب میرے نبی ﷺ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ (بخاری)
(امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی کم عمری میں شادی اس وقت کے کلچر کا حصہ تھا اور صرف عرب ہی نہیں، دنیا کے مختلف حصوں میں اب سے چند دہائیاں پہلے تک خود کئی بڑے عیسائی، یہودی رہنماؤں نے کم عمر خواتین سے شادیاں کی ہیں۔ آج بھی امریکہ کی کئی ریاستوں میں شادی کی قانونی عمر بارہ (۱۲) سال درج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت کے کسی دشمنِ رسول ﷺ تک نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا)

آسان شادی

میرے نبی مہربان ﷺ مدینہ تشریف لا چکے ہیں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہیں موجود ہیں، کئی ماہ گزر چکے ہیں، مکہ سے مدینہ آنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موسم کی تبدیلی کی وجہ سے طبیعت کی خرابی کا شکار ہیں، امی عائشہ رضی اللہ عنہا بھی متاثر ہیں۔

ایسے میں ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی مہربان ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ

یا رسول اللہ ﷺ اپنی اہلیہ کو گھر لے آئیے۔

مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس تو مہر ادا کرنے کو بھی کچھ نہیں۔ نبی مہربان ﷺ جواب دیتے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے پیارے دوست پر صدقے واری جاتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں:

حضور ﷺ میرے پاس جو کچھ ہے حاضر ہے، قبول فرمایئے، بالآخر آپ ﷺ مہر کی رقم ان سے قرض کے طور پر لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھجوا دیتے ہیں۔

ہجرت کے مشکل دن ہیں، مدینہ کی چھوٹی سی بستی مہاجرین کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے، ایسے میں نبی کریم ﷺ کی شادی مبارک کی خبر سے ایک خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، انصار کی عورتیں اپنے جان سے زیادہ عزیز دولہا کی شادی کا اہتمام کرنے پہلے ہی ام رومان رضی اللہ عنہا کے گھر جا پہنچتی ہیں۔ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا کی خوشی کا بھی ٹھکانہ نہیں، پیاری بیٹی کا شانہ نبوت سجانے جا رہی ہیں، وہ بیٹی کو پیار کرتی ہیں، اس کا منہ دھلاتی اور تیار کر کے مہمانوں کے

سامنے لے آتی ہیں، انصاری صحابیات رضی اللہ عنہن ''خیر و برکت اور اچھے نصیب'' کے خوبصورت استقبالی جملوں کے ساتھ خوش آمدید کہتی ہیں، اتنے میں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آتے ہیں، نکاح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ میں اپنے گھر میں ہی پڑھا چکے تھے، اب اس عالم ہجرت میں بیٹی کو رخصت کرنے کا مرحلہ آتا ہے تو اپنے جان سے پیارے دوست کو پیش کرنے کے لئے ان کے پاس بس دودھ کا ایک پیالہ ہے، وہی میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے نوش فرماتے ہیں اور پھر بچا کر اپنی دلہن کی طرف بڑھا دیتے ہیں، وہ شرماتی ہیں، حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا بول اٹھتی ہیں کہ

''عائشہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفہ ہے اسے واپس نہ کرو۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا پیالہ تھام کر ہونٹوں سے لگا لیتی ہیں۔ (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ماحول میں خوشی ہے، مسرت اور سادگی ہے اور قیامت تک اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرنے والوں کے لئے خاموش لیکن خوبصورت رہنمائی بھی ہے کہ اپنی شادیوں کو اتنا آسان بنالو کہ وہ بس معمول کی زندگی کے انداز میں تکمیل کو پہنچ جائیں اور کسی بوجھ کا سبب نہ بنیں۔ کاش نکاح کی سادگی کے یہ سچے رنگ، یہ سچے انداز امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں کی زندگی میں بھی گھل جائیں تو زندگی کس قدر آسان ہو جائے۔



دل جیتنے کا ہنر

"عائشہ رضی اللہ عنہا ادھر آؤ یہ دیکھو!"

میرے نبی مہربان ﷺ کی خوشگوار لہجے میں آواز سن کر امی عائشہ رضی اللہ عنہا متوجہ ہوئیں اور آپ ﷺ کے پاس آ کھڑی ہوگئیں، باہر سے شور کی آواز آ رہی تھی، امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا نے میرے نبی مہربان ﷺ کے کندھے مبارک پر اپنا رخسار مبارک رکھ لیا اور باہر دیکھنے لگیں۔

باہر ایک حبشیہ عورت بچوں کو کچھ کھیل تماشا دکھا رہی تھی، نوعمر عائشہ رضی اللہ عنہا اس دلچسپ کھیل کو دیکھنے لگیں۔

کچھ دیر گزری تو نبی مہربان ﷺ نے پوچھا کیا جی بھر گیا ہے؟

جی نہیں، امی عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں اور پھر در و دیوار نے یہ محبت بھرا منظر دیکھا کہ میرے نبی مہربان ﷺ اپنی اوٹ میں لے کر اپنی عزیز اہلیہ کو یہ کھیل دکھاتے رہے حتیٰ کہ آپ تھک گئے مگر آپ نے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو منع نہیں کیا۔

پسند و خواہش کا خیال دیکھئے کہ فخر کائنات ﷺ جن پر اربوں انسانوں کو کامیابی تک پہنچانے کی ذمہ داری ہے، جو پہلی اسلامی ریاست مدینہ کا سربراہ ہے، جس کو ہزاروں دشمنوں اور اندر موجود سازشیوں کا سامنا ہے، جس کی ریاست اور اس کے رہنے والے خراب ترین معاشی حالات سے گزر رہے ہیں، جس کے اپنے گھر میں تین تین ماہ چولہا نہیں جلتا، وہ ہستی اپنی اہلیہ کے لئے کس قدر نرم دل ہے، سبحان اللہ!



رول ماڈل رویئے

مدینہ کی ایک تاریک رات ہے!
نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں قیام فرما ہیں۔
کروٹ کے بل لیٹے ہوئے ہیں۔
فضا میں سکوت ہے!
کچھ دیر میں انہیں محسوس ہوتا ہے کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا سوگئی ہیں۔
آپ نہایت آہستگی سے اٹھتے ہیں، جوتے پہنتے اور آرام سے اپنی چادر اٹھاتے ہیں اور نہایت خاموشی سے دروازہ کھولتے ہیں کہ کہیں امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ نہ کھل جائے اور باہر نکل جاتے ہیں۔
مگر امی عائشہ رضی اللہ عنہا تو جاگ رہی ہیں!
انہیں تجسس ہوتا ہے وہ بھی چادر اوڑھتی ہیں اور آپ کے پیچھے نکل پڑتی ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے جنت البقیع میں پہنچ جاتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہا ذرا فاصلے پر ٹھہر جاتی ہیں۔
میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کے قریب کھڑے ہیں۔
ہاتھ دعا کے لئے اٹھاتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں، پھر اٹھاتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں، تین بار ایسا کرتے ہیں۔
آپ رضی اللہ عنہا حیرت سے یہ سارا منظر دیکھ رہی ہیں۔

پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ واپس پلٹتے ہیں۔

ادھر اب امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی میرے نبی مہربان ﷺ سے پہلے گھر پہنچنے کی فکر لاحق ہوتی ہے۔ وہ تیز تیز چلتی ہوئی حجرے میں داخل ہو کر جلدی سے لیٹ جاتی ہیں، میرے نبی مہربان ﷺ اندر داخل ہوتے ہیں، امی عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک نظر ڈالتے ہیں، پوچھتے ہیں کہ

عائشہ! تم اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟

کوئی بات نہیں ہے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔

تم مجھے بتاتی ہو یا پھر لطیف و خبیر ذات مجھے بتادے؟

نبی مہربان ﷺ پیار سے فرماتے ہیں۔

میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، یہ کہہ کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساری بات کہہ سنائی۔

اچھا تو وہ سایہ تمہارا ہی تھا جو میں نے اپنے آگے دیکھا تھا؟ نبی مہربان ﷺ نے پوچھا۔

جی ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے معصومیت سے جواب دیا۔ میرے نبی مہربان ﷺ نے پیار سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہلکی سی چپت رسید کی اور بولے:

تم سمجھتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے ساتھ ناانصافی کریں گے؟

''لوگ جتنا بھی کسی بات کو چھپالیں لیکن اللہ اس بات کو جانتا ہے۔'' امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے محبت و بے ساختگی سے جواب دیا۔

نبی مہربان ﷺ نے اپنی پیاری بیوی کی تسلی کے لئے خود ہی سارے معاملے کی وضاحت فرمادی اور بولے:

ہاں جبرائیل علیہ السلام میرے پاس اس وقت آئے تھے جب تم نے مجھے دیکھا تھا، پس انہوں نے مجھے آہستگی سے آواز دی اور میں نے بھی آہستہ جواب دیا تاکہ تمہیں پتا نہ چلے۔ جب میں نے سمجھا کہ تم سو چکی ہو تو میں نے تمہیں جگانا مناسب نہیں سمجھا کہ کہیں تم خوفزدہ نہ ہو جاؤ، جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ جنت البقیع میں دفن ہونے والوں کے پاس جائیں اور ان کے لئے دعا کریں۔ (مسلم، احمد، ترمذی، نسائی)

ذرا سا تصور کی نگاہ سے اس سارے منظر کو ذہن میں تازہ کیجئے اور محسوس کیجئے کہ یہ شوہر اور بیوی میرے اور آپ کے لئے جو رول ماڈل ہیں ان

کے دلوں میں ایک دوسروں کے لئے کس قدر محبت ہے، پھر یہ محبت انہیں ایک دوسرے کا کس قدر خیال کرنے پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ رات کو جوتے بھی آہستگی سے پہنتے ہیں، کہیں دوسرے فرد کی آنکھ نہ کھل جائے پھر دوسرے کی یہ فکرمندی کہ وہ اپنے ساتھی کے لئے بےقرار ہو کر رات کی تاریکی میں تنہا ہی نکل کھڑا ہوتا ہے، پھر یہ آپس کی بے تکلفی کہ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم پیار سے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو چپت رسید کرتے ہیں۔امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام کہ ان کی تکلیف جبرائیل علیہ السلام کو بھی گوارا نہیں اس لئے وہ تنہائی اور آہستگی سے میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی میں بات کرتے ہیں۔

محبت، دراصل خیال سے پھوٹتی ہے اور پھر خوشبو کی طرح آہستگی اور نرمی سے پورے گھر کے ماحول کا احاطہ کر لیتی ہے، ان باتوں کا خیال رکھنا کوئی بڑے بڑے کاموں کا تقاضا نہیں کرتا بس چھوٹی چھوٹی چیزیں زندگیوں میں رنگ بھر دیتی ہیں:

☆ ......مزاج کا ذرا سا خیال۔

☆ ......دوسرے کی تکلیف کا تھوڑا سا احساس۔

☆ ......اس کو تکلیف دینے والے کام کا نہ کہنا۔

☆ ......اپنی آسانی کو دوسرے کی آسانی اور مرضی پر قربان کر دینا۔

ہماری باتیں نہیں رویے دراصل انسانوں کے دلوں میں ہمارے لئے محبت پیدا کرتے ہیں، چھوٹے چھوٹے کام فاتح عالم بن جاتے ہیں۔ذرا سی توجہ، چھوٹی سی انکساری، ایک احترام، معمولی سا ایثار، چٹکی بھر محبت، تھوڑا سا اخلاص یہ چھوٹی چھوٹی سی چیزیں آپ کے گھر، آفس، آپ کے محلے اور معاشرے میں آپ کے اردگرد موجود لوگوں کو فتح کر کے آپ کا دوست اور ساتھی بنا دیتی ہیں، لوگ ہلکی سی محبت کی آنچ سے پگھل کر بے دام غلام بن جاتے ہیں اور محبت اور احترام کی اس دوا کی ایک ''خوراک'' (Single Dose) کام نہ کرے تو خوراک ڈبل کر دیں۔بس پھر دیکھیں آپ کی زندگی میں کتنی مٹھاس گھلتی ہے، محبت کے کاروبار میں سراسر فائدہ ہمارا اپنا ہے، اس میں بڑا نفع وہی کماتا ہے جو اس کا آغاز کرتا ہے اور دلچسپ بات ہے کہ اس میں سرمایہ کاری کے لئے کوئی لاکھوں کروڑوں نہیں چاہئیں، بس ایک چھوٹا سا آغاز اور تھوڑا عرصہ خود پر جبر کر کے اس مقام پر قائم رہنا درکار ہے!

کم از کم مجھے تو میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم اور امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے یہی سمجھ آیا ہے، آپ کیا سمجھے؟

یہ لمحہ محبت

امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم سے روٹھتی بھی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی غصہ اور نا گواری کا اظہار کئے بغیر انہیں مناتے بھی تھے۔
ذرا یہ بھی دیکھئے! کہیں سے کھجوریں تحفے میں آتی ہیں، امی عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت ذرا روٹھی ہوئی ہیں۔
میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں ہی کو انہیں منانے کا دلچسپ ذریعہ بنالیتے ہیں۔
محبت سے کھجوروں والا برتن امی جان کے سر پر رکھ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں:
''لو عائشہ! اللہ کا نام لے کر کھالو۔''
پہلے کیا میں ابا کا نام لے کر کھاتی تھی؟
امی جان رضی اللہ عنہا مسکراتے ہوئے بے تکلفی سے جواب دیتی ہیں اور کھجوریں کھانا شروع کر دیتی ہیں۔
میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک اس بات پر مسکراتے رہتے ہیں۔ (مستدرک حاکم)
کیا آئیڈیل بے تکلفی ہے، سادگی ہے، اپنے شوہر پر ناز ہے اور شوہر کی طرف سے ناز برداری، مسرت ہے، خوشی ہے، روٹھنا، منانا ہے۔
میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم رول ماڈل ہیں۔ یہ ان کی سُنتیں ہیں میٹھی میٹھی سنتیں۔
ایک اور خوبصورت قلمی تصویر دیکھئے، امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا اور میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی۔
باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حجرے میں تشریف فرما ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ ان کا بنایا ہوا لذیذ کھانا لے آتی ہیں۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا خود اپنے ہاتھوں کا بنا ہوا کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلانا چاہتی تھیں۔ انہیں اپنی توہین سی محسوس ہوئی، انہوں نے برتن پر ہاتھ مارا، وہ نیچے گرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، ماحول تبدیل ہو گیا، نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب دیکھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خوبصورتی سے صورت حال کو سنبھالا۔

آپ ﷺ نے کچھ بولے بغیر خود زمین پر جھک کر برتن کے ٹکڑے جمع کرنے شروع کر دیئے اور نرمی سے خادمہ کو مخاطب کر کے بس اتنا بولے ''تمہاری ماں کو غصہ آ گیا۔''

ذرا ہی دیر میں امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی صورت حال کا اندازہ ہو گیا۔ وہ بولیں:

یارسول اللہ ﷺ اب اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

''ایسا ہی پیالہ اور ایسا ہی کھانا۔''

آپ نے مختصر سا جواب دیا اور پھر یہ کفارہ ادا کر دیا گیا۔

میرے نبی مہربان ﷺ کے امتی شوہر متوجہ ہوں!

کسی بات پر غصہ آنا بالکل فطری عمل، غصہ میں بیوی سے کچھ نامناسب ہو جانا بھی عین ممکن، مگر ایسے موقع پر ڈانٹ ڈپٹ، غصہ، برا بھلا کہنا؟ یہ سنت رسول ﷺ نہیں بلکہ یہ سنت ہے کہ آگے بڑھ کر صورت حال سنبھالیں، کچھ کہے بغیر خود معاملے کو ٹھیک کرنے کا آغاز کر دیں، ضرورت ہو تو زیادہ سے زیادہ نرم انداز بیان کے ساتھ اصل بات کہہ دیں (تمہاری ماں کو غصہ آ گیا) الفاظ کی نرمی پر غور کیجئے۔ ''تمہاری ماں'' کہہ کر سامنے والے سے شفقت بھرا تعلق جوڑ دیا۔ (سبحان اللہ) پھر خود ہی احساس ہونے کا انتظار کریں، احساس ہو جائے تو بھی لمبی چوڑی نصیحتوں اور تقریروں کے بجائے مختصر سا سمجھداری پر مبنی درست حل بتا دیں اور بات ختم!

دیکھئے خامیاں تو سب میں ہیں۔ شوہر میں بھی۔ بیوی میں بھی۔

اور یہ پوری طرح ٹھیک نہیں ہو سکتیں، نہ آج کے شوہر میں نہ آج کی بیوی میں۔

ہاں بس نوعیتوں (Types) کا فرق ہے، اب خامیاں سب میں ہیں تو پھر تو پیکیج ڈیل (Package Deal) کرنی ہوگی ناں۔

میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی خامیوں کے ساتھ خوش دلی سے گزارا کرنا سیکھ لیں اور سکون پا لیں گے۔



سنا اور مان لیا

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ان کے اپنے قبیلے اور قریشی عورتوں کی تعریف کی جارہی ہے۔
حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا ان خواتین کا تذکرہ کررہی ہیں اوران کے فضائل گنوارہی ہیں کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا بول پڑتی ہیں:
''واقعی قریش کی عورتوں کے بڑے فضائل ہیں لیکن خدا کی قسم اللہ کی کتاب کی تصدیق کرنے اوراس پر ایمان لانے میں انصاری عورتوں سے آگے بڑھا ہوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔''
سبحان اللہ! تعصب سے پاک ہستی میری اورآپ کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوٹوک اور صاف لفظوں میں فرمادیتی ہیں کہ سارے فضائل اپنی جگہ مگر اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اصل فضیلت اور مقام کا پیمانہ ہے۔
زبان، برادری، نسل اور قوم کے بتوں پر کتنی گہری ضرب لگائی امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔
اللہ اکبر!
اب ذرا آگے دیکھئے!
کیا خوبصورت بات ہے انصاری خواتین کی فضیلت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ
جب یہ آیت نازل ہوئی کہ
''وہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔'' (سورۃ النور،۳۱)
اورانصاری مردوں نے اپنے گھروں کو جاکر اپنی عورتوں کو یہ حکم سنایا تو صورت حال یہ تھی کہ جو انصاری عورت یہ حکم سنتی جاتی وہ فوراً اپنے آپ کو

چادر میں لپیٹ دیتی۔ اللہ کے حکم کو سننے کے بعد اس پر عمل کرنے اور اس کی تصدیق کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوتی اور منقش چادر لے کر اس میں خود کو ڈھانپ لیتی۔

اور پھر چشم فلک نے مسجد نبوی کا کیا خوبصورت منظر دیکھا؟

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فجر کی نماز میں یہ سب چادروں میں ایسی لپٹی ہوئی آئیں گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (ابوداؤد)

کیا خوبصورت رہنمائی ہے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنی بیٹیوں کے لئے کہ

ذات، برادری، قبیلہ، قوم سے تعلق اور محبت درست مگر حق اور سچ کے معاملے میں ہمیشہ ایماندار ہو اور ٹھیک بات کہو۔

عزت و مقام کا اصل پیمانہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے، کوئی دوسری چیز نہیں۔ نہ قبیلہ، نہ ذات، نہ دولت۔

اللہ کا حکم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سن کر اس پر فوراً اور کسی چوں و چرا کے بغیر عمل۔ اطاعت کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ یہ حکم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

اللہ کو تو بس وہ مومنہ عورت ہی پسند ہے جو خود کو کسی انمول قیمتی خزانے کی طرح اوڑھ لپیٹ کر، چھپا کر رکھے اور اپنے وجود کو کسی گندی نظر سے میلا نہ ہونے دے۔ (آج ۷۰ ارب ڈالر کی کاسمیٹکس انڈسٹری دراصل عورت کے خوب تیار ہو کر باہر نکلنے ہی سے پھل پھول رہی ہے)

وہ ساری بیٹیاں جوان اسباق کو عمل کا حصہ بنالیں گی وہ یقیناً جنت میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی محبت اور توجہ کی حق دار ہوں گی۔



سمجھنے کی بات

امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا زاروقطار رو رہی ہیں۔
آنسو آپ کے چہرے کو تر کیے ہوئے ہیں، رکنے کا نام ہی نہیں لیتے ہیں۔
عائشہ رضی اللہ عنہا تمہیں کیا ہوا؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں۔
امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا جواب دیتی ہیں۔
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کو یاد کر کے رو رہی ہوں! کیا آپ روز قیامت اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟
جہنم کے خوف سے روتی ہوئی آنکھیں اور سسکتی امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے میں التجا پوشیدہ ہے، خوف و امید ہے، درخواست ہے سوال ہے؟ اور یہ سوال کرنے والی ہستی کون ہے؟ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیوی، رفیقہ دو جہاں۔
اور اب دل تھام لیجیے کہ نہایت محبت کرنے والی ہستی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عزیز اہلیہ رضی اللہ عنہا کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ
''عائشہ! تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا!''
ذرا غور کیجیے کہ کون کس سے کہہ رہا ہے کہ کہاں، کوئی، کسی کو یاد نہیں رکھے گا!
اللہ اکبر!
آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں:
ایک تو اعمال کے ترازو کے پاس۔

جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ترازو ہلکا ہے یا بھاری۔
دوسرے اعمال نامے کے وقت۔
یہاں تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو جائے اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں ہاتھ میں۔
تیسرے پل صراط کے پاس کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔
جب پل صراط جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا اس کے دونوں کناروں پر بہت سارے آنکڑے اور کانٹے ہوں گے، اللہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہیں گے ان آنکڑوں اور کانٹوں میں پھنسا کر روک لیں گے یہاں تک کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس سے نجات پاتا ہے یا نہیں۔ (مستدرک حاکم)
امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا جہنم کے خوف سے رو رہی تھیں اور میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ نہیں فرمایا، ان کے التجا بھرے سوال پر کوئی دعویٰ نہیں فرمایا بلکہ کہہ دیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اعمال تولنے، اعمال نامے ملنے اور پل صراط سے گزرنے میں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔
امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیاں جان لیں کہ بس اپنے عمل کا وزن اور روشنی ہی کام آنی ہے تو پھر آخر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے علاوہ دوسرے سہارے کیوں تلاش کئے جائیں؟
اپنی آخرت کو دوسروں کی دنیا بنانے کے لئے کیوں خراب کر دیا جائے؟
کیوں آرام و آسائش کے راستے پر چلنے کے لئے حلال و حرام کا فرق مٹا دیا جائے؟
کیوں اپنے بچوں کے مستقبل اور اپنے شوہر کے لئے جائز و ناجائز ذریعہ اختیار کیا جائے اور اپنے شوہروں کو بھی غلط راستوں پر جانے پر مجبور کیا جائے؟
مختصر سی پوری زندگی میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا، امی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنا اور اپنی بیٹیوں کا عمل رول ماڈل کیوں نہ بنا لیا جائے؟
تا کہ پھر وہاں بھی انہیں کا ساتھ نصیب ہو جائے......



ذہانت ہر وقت بروقت

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں۔
غم ودکھ کی فضا ہے۔
ان کی عزیز خواتین آہ وبکا اور نوحہ کر رہی ہیں۔
ایسے میں ایک شخص آ کر نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کو ان عورتوں کے بارے میں خبر دیتا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی دکھی ہیں، قریبی ساتھی اور عزیز ساتھ چھوڑ گیا ہے، دکھ تو فطری عمل ہے۔
ایسے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے فرماتے ہیں جاؤ اور انہیں منع کرو۔
وہ جاتا ہے پھر لوٹ کر آتا اور کہتا ہے:
وہ نہیں مان رہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر انہیں منع کرنے کے لئے اسے بھیجتے ہیں۔
وہ پھر واپس لوٹتا ہے اور کہتا ہے کہ
وہ نہیں مان رہیں۔
جب تیسری بار یہی ہوتا ہے تو۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے سے فرماتے ہیں ان کے منہ پر چاک ڈال دو۔

امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہیں موجود ہیں، ساری صورت حال کو دیکھ رہی ہیں، وہ معاملہ کی گہرائی کو کمال ذہانت سے فوراً بھانپ لیتی ہیں، انہیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ

یہ شخص ایک طرف تو اس کام کے لئے خود نااہل ہے اور ان غمزدہ خواتین کو ٹھیک طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں پہنچا رہا یا پھر کوئی شرارت کر رہا ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جناب جعفر رضی اللہ عنہ کے خاندان کی خواتین تک پہنچے اور وہ اسے فوراً تسلیم نہ کریں۔

چنانچہ انہوں نے فوراً خود فیصلہ کیا کہ مداخلت کر کے معاملے کو درست فرما دیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے اس شخص کو ڈانٹا اور بولیں:

''تیری ناک خاک آلود ہو نہ تو تم وہ کام کرتے ہو جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرنے سے باز آتے ہو۔'' (بخاری، کتاب الجنائز)

امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساری زندگی ذہانت، حاضر جوابی، شگفتگی، میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت و وفا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام تر بے تکلفی کے باوجود کمال احترام اور لمحہ لمحہ اطاعت کی مثالوں سے عبارت ہے اور اسی میں مومنہ عورتوں کے لئے رہنمائی بھی کہ

بندہ مومن اپنی سمجھ سے معاملے کی جڑ تک پہنچتا ہے۔

ذہانت سے اس کا حل تلاش کرتا ہے۔

اور پھر بروقت اس پر عمل کر کے کاموں کو درست کر دیتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی نے ثابت کیا کہ اللہ کا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نوعمری میں شادی کا حکم کتنا حکیمانہ تھا اور قیامت تک کی انسانیت کے لئے اس میں کتنا زبردست خیر پوشیدہ تھا۔



رفاقت دو جہاں کی

کاشانہ نبوت ﷺ میں کئی دن سے فاقہ ہے۔
میرے نبی مہربان ﷺ اور امی جان عائشہ ﷞ کے گھر کھانے کی کوئی شئے نہیں۔
ایسے میں کہیں سے ۹ یا ۱۱ کھجوروں کا ہدیہ آتا ہے۔
چند ہی کھجوریں ہیں۔
مگر یہ کیا؟
امی عائشہ ﷞ بھوک کے باوجود خود نہیں کھاتیں، نبی مہربان ﷺ کے لئے رکھ دیتی ہیں اور خود بھوکا رہنے کا فیصلہ کرتی ہیں۔
آقا ﷺ تشریف لاتے ہیں، امی جان ﷞ انہیں یہ کھجوریں پیش کرتی ہیں، آپ ﷺ بھوک کے عالم میں ساری کھجوریں کھا لیتے ہیں۔
اچانک خیال آتا ہے، پوچھتے ہیں:
عائشہ ﷞ تم نے کھجوریں کھائیں؟
یارسول اللہ ﷺ میرے لئے رب کی رضا کافی ہے۔ عائشہ ﷞ عرض کرتی ہیں۔
کمال درجے کی تسلیم و رضا ہے، خود شدید بھوک اور فاقہ سے اس دوران چند کھجوریں بھی ہاتھ آئیں تو عزیز شوہر کی بھوک کی فکر نے اپنی بھوک بھلا دی اور خواہش ہے تو یہ کہ بس اللہ کی رضا کسی طرح ہاتھ آجائے اور کیا چاہیئے؟

یہ محبت اور وفا دیکھ کر میرے نبی مہربان ﷺ افسردہ ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں:
عائشہ! تم کھا لیتیں؟
امی جان رضی اللہ عنہا مسکرائیں اور بولیں:
اللہ کے رسول ﷺ نے کھا لیں۔
اس لمحے میرے نبی ﷺ کے لب ہلتے ہیں اور وہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے اس صبر پر اجرِ عظیم کے طلب گار ہوتے ہیں۔
مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نظر تو کسی اور ہی بدلے پر ہے۔
وہ تو دنیا ہی نہیں آخرت میں بھی رفاقت رسول ﷺ کی شدت سے طلب گار ہیں۔ بول پڑتی ہیں:
دعا کیجئے اللہ مجھے جنت میں بھی آپ ﷺ کی بیوی بنا دے۔
کتنی معصوم سی خواہش ہے!
کتنا پیار پوشیدہ ہے اس میں!
کس قدر خوبصورت جذبہ موجزن ہے!
کتنا پاکیزہ تجربہ ہے میرے نبی ﷺ کی رفاقت کا!
کیا خوب شرف اور اعزاز ہے کہ
امی عائشہ رضی اللہ عنہا اسے بس اپنے لئے امر کر لینا چاہتی ہیں۔
انہیں بھوک منظور ہے۔
تکالیف منظور ہے۔

مگر رفاقت رسول ﷺ ان کی اولین ترجیح ہے۔
یہاں ہی نہیں وہاں بھی وہ آپ ﷺ کی رفاقت کی طالب گار ہیں۔
اور پھر نبی مہربان ﷺ کا جواب سنئے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ
عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر میری رفاقت مطلوب ہے تو پھر!
زاہدہ اور صابرہ بن جاؤ۔
کل کے لئے سامان جمع نہ کرو۔
جو زائد ہو اللہ کی راہ میں صدقہ کردو۔ (مستدرک حاکم)
اور پھر دیکھنے والے لکھتے ہیں کہ امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس ارشاد کو اپنا عہد بنالیا۔
وہ نبی مہربان ﷺ کے بعد امت کی رہنمائی کے لئے تقریباً نصف صدی زندہ رہیں۔
اسلام سپر پاور بنا، لاکھوں، کروڑوں کا مال غنیمت آیا اور امی جان کے قدموں میں نچھاور کردیا گیا۔
مگر آپ نے اس پر کبھی نظر التفات تک نہ کی۔
شان بے نیازی سے یوں بانٹ دیا کہ صبح آنے والے مال نے ان کے گھر میں رات نہ دیکھی اور رات آنے والے مال نے صبح نہ دیکھی۔
امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیاں ایثار اور دنیا سے بے نیازی کا ایسا خوبصورت سبق بھلا اور کہاں سے حاصل کرسکتی ہیں؟
اپنی ضرورت پر اپنے شوہر کی ضرورت کو ترجیح دینا اور اس کے ذریعے شوہر کا دل جیت لینا۔
کتنا سادہ اور آسان نسخہ سکھایا امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹیوں کو۔
یہی نہیں جنت جانے کا آسان راستہ بھی!

کم سے کم پر قناعت کے ذریعے شیطان کو شکست دے کر جنت حاصل کرو۔

شیطان ہمیں زیادہ سے زیادہ کی طلب سکھاتا ہے اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کم سے کم پر گزارا اور ساری خواہشات اور آسائشوں کو جنت کے لئے جمع کرنا سکھاتی ہیں۔

اچھے گھر، اچھے کپڑے، زیور، گھر کا سامان، اچھا لائف سٹائل سب بس جنت سے وابستہ کرنا ہی امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا راستہ ہے۔

دنیا کے لئے اتنی کوشش اور پلاننگ جتنا عرصہ یہاں رہنا ہے اور آخرت کے لئے اتنی محنت اور کوشش جتنا وہاں رہنا ہے۔

آسان زندگی، قناعت، بے نیازی، ایثار، صبر کی زندگی۔



فائدہ اپنا اور دوسروں کا

پیارے بھانجے کو بات سمجھ نہیں آ رہی!
کہتا ہے کہ اچھی خالہ رضی اللہ عنہا آپ دین کی عظیم عالمہ ہیں، یہ بات سمجھ میں آتی ہے اس لئے کہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں۔
آپ رضی اللہ عنہا عرب کی تاریخ اور قبیلوں کے نسب کے بارے میں بہت جانتی ہیں، بات سمجھ میں آتی ہے کیونکہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم عالم کی بیٹی ہیں۔
مگر آپ علاج اور دواؤں کے طالب علم کو کیسے جانتی ہیں؟ یہ سمجھ میں نہیں آتا یہ آپ نے کہاں سے سیکھا؟
خالہ محبت سے بھانجے عروہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیتی ہیں اور پیار سے اس کا نام ذرا بدل کر فرماتی ہیں:
''ارے پیارے عریہ!
جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی بیماریاں بڑھ گئیں تو مختلف ملکوں کے حکیم وطبیب ان کو دوائیں بھیجنے لگے، اس طرح میں نے یہ علم سیکھ لیا۔'' (مسند احمد)
پیارے بھانجے کے سوال نے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں کے لئے رہنمائی کا پہلو سکھا دیا وہ یہ کہ
امت کی بیٹیاں ہمیشہ حالات، تجربات، ماحول اور پیش آنے والے واقعات سے سیکھتی رہیں۔
وہ ہر چیز پر سیکھنے والی نظر ڈالیں۔
غور وفکر کر کے سیکھیں۔
دوسروں کے تجربوں سے سیکھیں۔
اپنے تجربوں سے سیکھیں۔
اور پھر ان اسباق کو اپنے لئے اپنے بچوں کے لئے، خاندان اور اپنے ماحول اور معاشرے کے لئے استعمال کریں، ان تک خیر اور فائدہ پہنچائیں اور اسے پھیلائیں، انہیں معلوم ہو کہ انہوں نے کہاں سے؟ کیا؟ اور کیسے سیکھا؟

سانجھی خوشیاں اور غم

گھر میں فاقہ ہے اور نبی مہربان ﷺ کو ایک دعوت کی پیش کش ہوتی ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ
''عائشہ! بھی ساتھ ہوں گی۔''
میزبان منع کر دیتا ہے۔آپ ﷺ آنے سے انکار کر دیتے ہیں۔
بھلا محبوب بیوی فاقے سے ہو اور نبی مہربان ﷺ دعوت کے لئے تشریف لے جائیں؟ یہ کیسے ممکن ہے۔
وہ پھر آتا ہے، پھر پیش کش کرتا ہے۔
آپ ﷺ پھر وہی پوچھتے ہیں۔
وہ پھر وہی جواب دیتا ہے۔
آپ ﷺ پھر انکار کر دیتے ہیں۔
وہ واپس چلا جاتا ہے۔
پھر تیسری بار خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہو کر کھانے کی پیشکش کرتا ہے۔
میرے نبی مہربان ﷺ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے اپنی بات پر قائم ہیں۔
اور اب کی بار وہ کہتا ہے:
جی ہاں امی عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ ہوں گی۔

اب نبی مہربان ﷺ دعوت قبول فرمالیتے ہیں۔

پڑوسی کی پرخلوص دعوت ہے،اس کی گنجائش ایک ہی مہمان کی ہے مگر مہمان اتنا مہربان ہے کہ وہ اپنی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بغیر جانے کو تیار نہیں۔

آخر وہ مزید اہتمام کرتا ہے اور پھر میرے نبی محترم ﷺ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر تشریف لے جاتے ہیں۔

اکیسویں صدی کے امتیو!

بیویاں دکھ سکھ کی ساتھی ہوتی ہیں،اگر وہ گھر کے خراب حالات کی ساتھی ہیں تو انہیں باہر کی خوشی میں بھی شریک کرنا ضروری ہے۔یہ نہیں کہ گھر کے سارے اچھے برے حالات کے مقابلے میں تو وہ شوہر کے ساتھ ہوں اور باہر شوہر اکیلا ہی زندگی انجوائے کرتا رہے،بیوی اور شوہر دونوں کو اپنے رویے سے (محض خالی خولی باتوں اور تقریروں سے نہیں) یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ وہ حالات کی خرابی اور اچھائی دونوں میں ایک دوسرے کے رفیق حیات ہیں،ایسا ہو تو ہی گھر جنت بنتے ہیں،چاہے مالی حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں یہ باہمی اعتماد گھر کو سکون سے بھرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔



سرِ تسلیم خم

کاشانہ نبوت ﷺ کے مکین مہینوں فاقے سے رہتے تھے۔
چند کھجوریں، ستو اور تھوڑی سی گندم۔
بالکل ناکافی سا سامان تھا جو دو جہانوں کے آقا ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو دیا کرتے تھے۔
یہ دراصل وہ خود اختیار کردہ فقر تھا جو میرے نبی محترم ﷺ کی شان تھا۔
میرے نبی ﷺ نے سارے سکھ اور آسائشیں جنت کے لئے رکھ چھوڑی تھیں۔
اُمہاتُ المومنین کبھی ان مسلسل، مشکل حالات سے گھبرا بھی جاتیں، ایسے ہی ایک موقع پر وہ نبی مہربان ﷺ کے پاس جمع ہو کر اپنے اخراجات کے لئے زیادہ کی طلب گار تھیں اور میرے نبی ﷺ خاموشی سے ان کے درمیان بیٹھے ان کے مطالبات سن رہے تھے۔
ان حالات میں ایک روز جبرائیل علیہ السلام ان سخت آیات کے ساتھ تشریف لاتے ہیں کہ
”اے نبی اپنی بیویوں سے فرما دیجئے تم اگر دنیوی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال و متاع دے دیتا ہوں اور تمہیں اس کے ساتھ رخصت کر دوں گا۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت (کی کامیابی) چاہتی ہو تو تم میں نیک کرداروں کے لئے اللہ نے اجرِ عظیم مہیا کر رکھا ہے۔“ (الاحزاب:۲۹،۲۸)
اللہ کو منظور نہ تھا کہ اس کا قناعت پسند محبوب بندہ اس طرح پریشان ہو چنانچہ آپ ﷺ نے ان آیات کو مومنین کی ماؤں کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ فرمایا اور سب سے پہلے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اللہ کا نازل کیا ہوا فیصلہ رکھا۔

دل کی گہرائیوں سے آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ اوراس کے رسول ﷺ کو اختیار کرنے کا فیصلہ کریں اس لئے آپ ﷺ نے آیت سنانے سے پہلے ان سے کہا کہ

تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں مگر تم اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے کیا خاص عنایت ہے میرے نبی مہربان ﷺ کی کہ انہیں خود ہی والدین سے مشورہ کئے بغیر جواب دینے سے منع کر دیا اور والدین سے کیا مشورہ ملنا تھا، اس کی انہیں ویسے ہی خوب خبر تھی۔

مگر بات تو اس سے بھی پہلے ختم ہوگئی جب امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت سننے کے بعد فوراً ہی کہہ دیا کہ

''کیا میں اس معاملے میں والدین سے مشورہ لینے جاؤں میں تو اللہ اوراس کے رسول ﷺ اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں۔''

سبحان اللہ!

ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر واضح، دوٹوک اور حتمی انتخاب۔

اللہ، اس کا رسول ﷺ اور آخرت کا گھر۔

میرے نبی محترم ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمک اٹھا۔

باقی اُمہات المؤمنین میں سے کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کی رفاقت پر دنیا کی فراخی کو ترجیح نہ دی۔

اُمت کی بیٹیوں کے لئے رہنمائی ہے کہ اپنے شوہروں سے زیادہ سے زیادہ مانگ کر تنگ نہ کرو۔

دنیا میں کشادگی کے بجائے آخرت کی فراخی اور کشادگی کا انتخاب کرو۔

یہ دنیا عشرت و آرام کا جھوٹا لبادہ ہے۔

فقط جنت حقیقت ہے، یہ میرے رب کا وعدہ ہے۔

مومنہ عورت اپنی ساری خواہشات کو جنت میں پورا کرنے کی نیت سے سنبھال رکھتی ہے۔

وہ ضروریات اور خواہشات کے فرق کو سمجھتی ہے اور جانتی ہے کہ ضروریات محدود ہیں اور ان کے پورے کرنے کی ذمہ داری محبت کرنے والے رب نے لی ہے جبکہ

خواہشات لامحدود ہیں اور اس کی ذمہ داری خود انسان پر ڈال دی جاتی ہے۔

اور پھر وہ نہ ختم ہونے والی دوڑ کا حصہ بن جاتا ہے۔

اسے نہ کبھی سکون ملتا ہے اور نہ ہی اس کی خواہشات کبھی پوری ہوتی ہیں۔

اس لئے سمجھدار لوگ اپنی یہ زندگی اگلی زندگی کی تیاری میں صرف کرتے ہیں اور مسلسل وہاں کے بینک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کے انمول قیمتی اعمال مسلسل جمع کرواتے رہیں کیونکہ

ہمارا دل بھی وہیں لگا ہوتا ہے جہاں دراصل ہمارا اصل مال جمع ہو رہا ہو۔

جو لوگ دنیا میں ہی اپنی جنتیں بنا لیتے ہیں۔

یہیں سب کچھ حاصل کرنے کی دوڑ کا حصہ بن جاتے ہیں۔

انہیں پھر موت سے ڈر لگتا ہے اور اگلے جہان جانے سے خوف آتا ہے۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساری بیٹیاں ان کی طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کے گھر کو دنیا پر ترجیح دیں گی تو ہی کامیاب ہوں گی۔



رازداری سلیقے سے

جنگ کا معرکہ درپیش ہے!
نبی مہربان ﷺ کمال کی حکمت عملی ترتیب دیتے ہیں۔
امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں:
جہاد کی تیاری کرو مگر کسی سے اس کا ذکر نہیں کرنا۔
امی عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کا راز کسی کو بتادیں؟ ناممکن۔
نبی مہربان ﷺ خود بھی معرکہ کی تیاریوں میں مصروف ہوجاتے ہیں۔
امی عائشہ رضی اللہ عنہا بھی گندم پیسنے لگتی ہیں۔
اچانک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آتے ہیں، یارِ غار ہیں، عزیز ترین دوست ہیں، اچھے برے وقتوں کے ساتھی ہیں، بار بار وفاداری ثابت کر چکے ہیں، جان نچھاور کرتے ہیں، مال و دولت سب قربان کرنے کو ہردم تیار ہیں اور خود امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم ہیں۔
گھر میں تیاریوں کی فضاء دیکھتے ہیں اور بیٹی سے پوچھتے ہیں۔
کیا کر رہی ہو؟ پیاری بیٹی کیا رسول اللہ ﷺ نے تیاریوں کا حکم دیا ہے؟
دوسری طرف کوئی جواب نہیں۔
خاموشی!

''کیا جہاد پر روانہ ہونے کا حکم ہے؟''

خاموشی!

تجسس بڑھتا ہے، خود ہی خیال آرائی فرماتے ہیں۔

شاید اہل نجد سے لڑائی کا خیال ہو۔

بیٹی پھر خاموش۔

''ممکن ہے اہل قریش سے جنگ کا ارادہ ہو؟''

ایک بار پھر مکمل خاموشی، کوئی جواب نہیں۔

کیا کمال کی رازداری ہے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

جانتی ہیں کہ باپ سے شوہر کتنی شدید اور گہری محبت کرتے ہیں، کتنا اعتماد اور مان ہے، کتنی بے تکلفی اور تعلق ہے مگر رازداری کا حکم ہے تو امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہونٹوں پر نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کے لئے گویا مہر لگ گئی ہے، یہ بھلا ممکن ہی کس طرح ہے کہ امی کے لب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز بیان کرنے کو کھل جائیں؟

چاہے سامنے باپ اور ماں جیسے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیاں امی کے اس عمل سے کچھ سیکھیں گی؟

کیونکہ وہ ماں ہی نہیں استاد اور اتالیق بھی ہیں اور وحی سے حاصل ہونے والی ۱۰۰ فیصد قطعی اور درست ہدایات کی چشم دید گواہ بھی، ان کا ایک ایک عمل روشنی ہے۔

گھر میں بیوی شوہر کا اعتماد حاصل ہی تب کرتی ہے جب یہ یقین ہو کہ بیوی سے کی گئی بات گویا دیوار کے سامنے کہی گئی بات ہے۔

جو کبھی کسی صورت۔

خوشی و ناراضگی کے کسی لمحے میں۔
شوہر کی موجودگی یا غیر موجودگی کے کسی موقع پر۔
کبھی کہیں کسی پیرائے میں بیان نہ ہوگی۔
کسی کو نہیں بتائی جائے گی کہ چاہے وہ باپ بھائی اور ماں ہی کیوں نہ ہو۔
کیونکہ اعتماد اگر ٹوٹ جائے تو یہ پھر اپنے ساتھ محبت، عزت، تعلق سب کچھ بہالے جاتا ہے۔

اگر شوہر اپنی قریب ترین ہستی بیوی پر بھی بھروسہ نہ کر سکے تو اس کے اندر انتہا درجے کی بے اطمینانی اور عدم سکون پیدا ہوتا ہے اور وہ اندر سے ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے اور اکثر غلط راستوں اور طریقوں سے اطمینان حاصل کرنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے اور پھر گھر، خاندان اور معاشرہ بکھرنے کی نوبت آجاتی ہے۔



جان ہتھیلی پر

احد کا دامن آج عجیب منظر دیکھ رہا ہے!

امی عائشہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابیہ خواتین میدان جنگ میں زخمیوں کو پانی پلانے میں لگی ہوئی ہیں، مشکیزے بھر بھر کر لا رہی ہیں۔

ابھی کچھ دیر پہلے امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ سنی تو وہ بے تابی سے میدان کی طرف دوڑ پڑیں۔

انہیں معلوم تھا کہ وہاں جنگ کا میدان ہے، مسلح دشمن موجود ہے، ایسے میں اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی وہاں موجودگی کتنی خطرناک ہوسکتی ہے؟ مگر وہ پوری بہادری اور جرأت کے ساتھ جان ہتھیلی پر رکھ کر جا پہنچتی ہیں۔

عین میدان کارزار میں میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو پانی سے دھو کر صاف کرتی ہیں اور پھر دیگر زخمیوں کو پانی پلانے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ اور جب دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو جاتے ہیں تو پھر امی عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر مومنات واپس مدینہ تشریف لے جاتی ہیں۔

مومنہ عورت بہادر ہوتی ہے، حالات سے نہیں ڈرتی، پوری جرأت سے اس کا مقابلہ کرتی ہے، اپنے شوہر کی جان و عزت کی حفاظت اس کی اولین ترجیح ہوتی ہے، اس کے لئے وہ عین خطرات کے اندر کود جاتی ہے اور بہادری سے صورت حال کا مقابلہ کرتی ہے، اللہ کے دین کی جدوجہد کے ہر میدان میں شوہر کے ساتھ ہوتی ہے، اس کی پشتی بان ہوتی ہے، کہیں وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پیروی میں اپنا جان و مال، گھر، معاشرتی مقام، زندگی، کاروبار سب کچھ پوری محبت اور وفاداری سے اپنے شوہر کے مقصد زندگی کی نذر کر دیتی ہے اور کہیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح نوعمری اور

جوانی کے بہترین دن نذر کرتی اور مالی وسماجی مشکلات کی آزمائشیں خوشی سے برداشت کرتی ہے۔

مومنہ عورت اپنے شوہر کو اپنے عمل سے یقین دلاتی ہیں کہ وہ تنہا نہیں بلکہ اس کے گھر کا قلعہ نہ صرف یہ کہ محفوظ ہے بلکہ اس کی پشت پناہی کے لئے موجود ہے اور گھر سے لے کر میدان کارزار تک جہاں شوہر کو مدد درکار رہے وہاں بیوی دل وجان سے اس کے ساتھ ہے، اس کے لئے دستیاب ہے۔



اظہار کا سلیقہ

حجرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خوبصورت منظر ہے۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا چرخہ کات رہی ہیں۔

نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اپنے نعل مبارک کو درست فرما رہے ہیں۔

دونوں اپنے اپنے کاموں میں انہماک سے مصروف ہیں۔

اچانک امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی نظر اُٹھتی ہے اور ایک خوبصورت انمول منظر ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔

وہ چرخہ بھول کر دل موہ لینے والے اس منظر میں کھو جاتی ہیں اور محویت سے دیکھنے لگتی ہیں۔

منظر کیا ہے دلکشی اور نور کی آمیزش سے تشکیل پانے والا ایک لمحہ ہے جو ٹھہر سا گیا ہے اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے غیر معمولی مشاہدے کا شاہکار بھی بن گیا ہے۔ آپ دیکھ رہی ہیں کہ نعل مبارک کو پیوند لگانے کے عمل کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی عرق آلود ہے اور خوشبودار پسینے کے قطروں میں نور موجود ہے جو ابھر رہا ہے اور اس میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم پوری توجہ سے بس اپنے کام میں مصروف ہیں۔

اچانک وہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ان کی غیر معمولی محویت دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں:

''عائشہ! کیا بات ہے؟ کیوں اس طرح حیرت سے میری طرف دیکھ رہی ہو؟''

امی عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مشاہدے اور دلی کیفیت اور خوبصورت انداز میں بیان کرتی ہیں:

''اگر ابو کبیر ہزلی (زمانہ جاہلیت کا مشہور شاعر) اس خوبصورت منظر کو دیکھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کا صحیح مصداق تو رسول

اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔''

بتاؤ تو وہ کیا شعر ہیں؟ نبی محترم ﷺ دلچسپی سے پوچھتے ہیں۔

ذہین وفطین اور کمال کے حافظے کی مالکہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ خوبصورشعر آپ ﷺ کو سنا دیئے۔

وہ شعر آپ ﷺ کے کانوں کو اتنے بھلے معلوم ہوئے کہ آپ ﷺ کے ہاتھوں میں جو کچھ تھا وہ آپ ﷺ نے ایک طرف رکھ دیا اور کیا خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ!

آپ ﷺ نے فرمایا:

''عائشہ جو مزہ اور خوشی مجھے تمہاری اس بات سے حاصل ہوئی ہے وہ تمہیں میرے نظارے سے بھی نہیں ہوئی ہوگی۔'' (مستدرک حاکم)

کیا خوبصورت گفتگو ہے!

رہتی دنیا تک کے لئے آئیڈیل شوہر اور بیوی کی، کتنے خوبصورت ہیرے اور جواہر جیسے تحفے ہیں جو امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں اور بیٹوں کو اس سے حاصل ہوتے ہیں۔

آیئے ان پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

☆...... اللہ کے رسول ﷺ گھر میں گھر کے چھوٹے اور بظاہر معمولی سے کام بھی اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے اور پوری توجہ Concentration سے کرتے تھے۔

☆...... پاکیزہ بیوی اپنے شوہر کی اچھائی، خوبصورتی اور دل موہ لینے والی باتوں اور چیزوں پر ہمیشہ نظر رکھتی ہے۔

☆...... پاکیزہ بیوی نہایت خوبصورت جملوں، الفاظ اور انداز سے اپنے شوہر کی تعریف کرتی ہے کہ سبحان اللہ! تعریف کے لئے نئے انداز اور الفاظ کو اختیار فرماتی ہیں جس سے آپ ﷺ کے حسن کے بیان میں خوبصورتی، رعنائی اور خلوص گھل جاتا ہے اور ایسی مٹھاس آجاتی ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

☆......بہت محبت کرنے والے شوہر نہ صرف توجہ سے اپنی بیوی کی بات سنتے ہیں بلکہ جواب دینے سے پہلے جو کام کر رہے ہیں اس کی چیزیں بھی ہاتھ سے رکھ دیتے ہیں تا کہ پوری توجہ دی جا سکے۔

☆......محبت بھری تعریف کا جواب اسی محبت سے دیتے ہیں اور اتنی خوبصورت بات کرتے ہیں کہ جو اس سے بھی زیادہ پیاری اور دل جیتنے والی ہوتی ہے، گویا تعریف کا جواب اس سے زیادہ خوبصورت اور اچھی تعریف سے۔

سبحان اللہ!

گھروں میں اگر میاں بیوی اس طرح ایک دوسرے کا خیال رکھنے کی کوشش کریں اور میٹھے جملوں اور نرم انداز اور توجہ سے ایک دوسرے کو سننے اور بولنے کا موقع دیں تو گھر جنت بن جائیں۔

اللہ ہمیں نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم، امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے قدموں کی خاک بنا دے اور ان کے لہجے اور لفظوں کی مٹھاس میں سے کچھ حصہ عطا فرما دے۔ آمین



مثالی اعتماد

آج پھر وہی ہار سفر کے دوران کہیں کھو گیا تھا جو واقعہ افک کے موقع پر بھی گم ہو گیا تھا۔

(واقعہ افک، جب امی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تھی اور اللہ نے آیات نازل فرما کر جھوٹ گھڑنے والوں کے چہروں پر قیامت تک کے لئے کالک مل دی تھی)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کو ہار گم ہونے کی اطلاع دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاری بیوی کے ہار کی تلاش کے لئے وہیں پڑاؤ ڈال دیا اور ایک شخص کو تلاش کرنے کے لئے واپس پچھلے راستے پر روانہ کر دیا۔

پورا لشکر وہیں ٹھہر گیا اور خود میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم بھی امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ اس دوران حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گئے ان کے پہلو میں ٹھوکے لگا کے شفقت سے بولے تم ہمیشہ کوئی مسئلہ پیدا کر دیتی ہو۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے تکلیف کے باوجود ذرا حرکت نہ کی کہ کہیں نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل پیدا نہ ہو جائے۔

انتظار کے لمحات طویل ہوتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ نماز کا وقت آن پہنچا۔

لق ودق صحرا ہے، دور دور تک پانی کا نام ونشان نہیں۔

وضو کیسے ہو؟

نماز کیسے ادا کی جائے؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بے چینی محسوس ہونے لگی۔

بالآخر نبی مہربان ﷺ بھی بیدار ہو گئے، پانی کی نایابی کا مسئلہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔
یکا یک نبی مہربان ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہونے لگی اور اللہ نے پانی نہ ہونے کی صورت میں مسلمانوں کو تیمّم کی آسانی عطا فرما دی، اپنے بندوں سے محبت کرنے والے رب العالمین نے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی گمشدگی کے سبب رہتی دنیا کے لئے امت مسلمہ کی آسانی کا راستہ نکا دیا تھا، تیمّم کی آیات سن کر صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، وہ لوگ جو بھی پریشان تھے اب ان کے دل خوشی سے باغ باغ ہو گئے، وہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعائیں دینے لگے۔

اور مزید دلچسپ صورت حال اس وقت پیدا ہوگئی جب قافلے کی وانگی کے لئے اونٹ کو کھڑا کیا گیا تو ہار اس کے نیچے پڑا ہوا تھا گویا اللہ کی مشیت دیکھئے کہ اس نے بار بار امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بندوں کے لئے آسانیوں اور برکتوں کا ذریعہ بنا دیا۔

امت کی بیٹیوں کے لئے اس واقعے میں یہ بھی سبق (Learning) ہے کہ دیکھو کچھ نقصان ہو جائے تو فوراً اپنے شوہر کو اعتماد میں لیا کرو اور شوہر ڈانٹ ڈپٹ شروع کئے بغیر مسئلے کے حل کے لئے کوشش کریں (سیرت نگاروں نے اس موقع پر نبی مہربان ﷺ کا کوئی ایک خفگی بھرا جملہ بیان نہیں کیا بلکہ الٹا یہ کمال محبت دیکھئے کہ اس موقع پر جب امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی وجہ سے سارا قافلہ صحرا کے اندر انتظار کرنے کے لئے رکا ہوا تھا آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے اور جب تک ہار کا مسئلہ حل نہیں ہوا، ان سے کچھ کہا نہ آگے روانہ ہوئے)

گھریلو زندگی ایسے رویوں سے ہی جنت بنے گی جب میرے نبی مہربان ﷺ اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے ان خوبصورت گوشوں سے خوشبو اور روشنی حاصل کر کے ہم اپنے اپنے گھروں کو معطر اور منور کریں گے۔



تحفظ بھی......رہنمائی بھی

عورتوں کی عدالت عالیہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارک تھا!

وہ لڑکی بھی فریاد لے کر پہنچی تھی!

اسے اپنے باپ سے شکایت تھی جس نے زبردستی اس کا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا تھا اور اس کے ذریعے وہ عزت و رتبہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔

انصاف کی طلب گار اس لڑکی کی جائے پناہ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی تھا، اسے کوئی اور جگہ سمجھ میں نہیں آئی تھی، وہ سیدھی آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی۔

اسے یقین تھا کہ یہیں سے انصاف، تسلی اور حق سب کچھ ملے گا۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً اس کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اسے یہ احساس دلایا کہ وہ درست جگہ آ گئی ہے، یہی اس کی آخری پناہ گاہ ہے، اب دنیا کی کوئی طاقت اسے انصاف سے محروم نہیں کر سکتی، اب اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اسلامی ریاست اور مسلمانوں کی اجتماعیت سب اس کے ساتھ کھڑی ہیں اور ظلم خواہ باپ کر رہا ہو یا بھائی اور بیٹا اب اسلامی حکومت کے حق کے حصول تک ان کے مقابلے میں اس کے ساتھ ہیں، اس کے پشتی بان ہیں، اس کے حمایتی ہیں۔

پھر وہی ہوا، نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس لڑکی کا مقدمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا جہاں سے عدل و انصاف کے سوا کسی چیز کی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باپ کو بلوایا اور لڑکی کو اپنا مختار بنا دیا، انصاف کے تقاضے پورے ہوئے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک بیٹی کو اس کا حق دلوا

دیا۔

مگر سبحان اللہ! وہ سعادت مند بیٹی بھی تو اللہ اور رسول ﷺ کے فرمانبردار اس پاکیزہ معاشرے میں پلی بڑھی اور جوان ہوئی تھی، اسے بھی رشتوں کی حرمت کا احساس تھا، اسے بھی باپ کے سفید بالوں کی عزت کا پاس تھا، اسے بھی ان کے وہ احسانات یاد تھے کہ جب وہ ننھی سی تھی اور اس کی زندگی میں ایسے لمحے بھی آئے تھے کہ اگر محبت کرنے والی ماں اور یہی شفیق باپ صرف توجہ ہی نہ دیتے اور اسے یوں ہی چھوڑ دیتے تو شاید وہ زندہ بھی نہ ہوتی، اسے بھی معلوم تھا کہ بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے زندہ ریت میں گاڑ دینے والے بدبختوں کے درمیان اس کا مدینہ کتنا پیارا اور محفوظ تھا کہ یہاں عورت نازک آبگینوں کی طرح رکھی جاتی تھی اور اللہ کا رسول ﷺ اس کی عزت اور مقام کا بذاتِ خود محافظ تھا۔

چنانچہ اس لڑکی نے بارگاہِ رسالت میں ادب سے عرض کیا کہ

اے میرے پیارے رسول ﷺ میں اپنے باپ کے فیصلے کو تسلیم کرتی ہوں تو بس عورتوں کو ان کے حقوق بتانا چاہتی تھی!

سبحان اللہ!

عورت کل بھی نبی محترم ﷺ اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی بن کر محفوظ تھی اور آج بھی بس یہی اس کی جائے پناہ ہے۔

اس پناہ گاہ کے سوا باقی سارے جاہل ہیں، جہاں لومڑیاں بنت حوا کی گھات میں ہیں۔

جہاں درندے اسے بھنبھوڑنے کے لئے شرفاء کے لبادے اوڑھے بیٹھے ہیں۔

جہاں اسے بازار کی زینت بنانے اور ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے پھینکنے کے منصوبے ہیں۔

جو اسے گھر سے نکال کر گھر اور گھاٹ کہیں کا نہیں چھوڑنا چاہتے۔

جن کی نظر میں عورت صابن، شیمپو اور کپڑے بیچنے کا ایک ذریعہ ہے۔

جہاں عورت کاسمیٹکس اور دیگر آسائشوں اور سہولتوں کے سامان بیچنے والی انڈسٹری کی ایک شکارگاہ ہے جسے انہوں نے ''کنزیومر مارکیٹ'' جیسی خوبصورت اصطلاحوں میں چھپا دیا ہے۔

وہ عورت سے وہ کام بھی لینا چاہتے ہیں جس کے لئے اسے تخلیق کیا گیا ہے اور مرد کے حصے کے کاموں میں بھی اس کو استعمال کرنا چاہتے ہیں، گویا ایک طرف اسے ''صنف نازک'' کہتے ہیں، دوسری طرف اس پر ذمہ داری کا بوجھ دگنا کر دیتے ہیں۔

ان کی نظر میں مرد جتنا زیادہ سے زیادہ لباس (کوٹ، شرٹ، بنیان، ٹائی، پینٹ، موزے، جوتے، زیر جامہ) اور عورت جتنا کم لباس میں ہو اتنا ہی بہتر اور ماڈرن کہلائے گی۔

ان کے جال ایسے آنکھوں کو بھلے لگنے والے اور انسانی نفسیات کی باریکیوں کو سمجھ کر ان کی روشنی میں تیار کئے گئے ہیں کہ بیک وقت اربوں عورتوں اور مردوں کو اپنی منتخب کردہ سمت میں دھکیلنے کی مہارت رکھتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ اور ان کے استعمال کی ساری مہارتیں عورت کے شکار کے لئے وقف کر دی گئی ہیں اور انسانی ذہن میں آنے والا وہ کون سا حربہ، آنکڑا، ٹول، طریقہ ہے جو مؤثر اور طاقتور طریقے سے استعمال نہ کیا جا رہا ہو؟

ایسے میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی رہنمائی ہی عافیت کی آخری پناہ گاہ ہے، اس کو امت کی بیٹیاں جس قدر جلد سمجھ لیں گی اس قدر جلد گھر، معاشرہ اور دنیا سکون پا لے گی۔



درگزر سب سے بڑھ کر

پیارا بھانجا عبداللہ رضی اللہ عنہ خالہ ہی کے پاس پل بڑھ کر جوان ہوا تھا۔
اور جو بچہ یوں گھر میں اپنے ہاتھوں میں بڑا ہوا اس سے پیار بھی کچھ زیادہ ہی ہو جاتا ہے۔
اور پھر ہوا یوں کہ بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خالہ کی فیاضی اور فراخ دلی دیکھی تو کہیں کسی سے کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کس طرح روکنا پڑے گا یہ سب کچھ ہی دوسروں پر خرچ کر دیتی ہیں۔
خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات کسی نے بتا دی، انہیں سخت دکھ ہوا، وہ تو اپنے شوہر سے ان کی زندگی میں ہی یہ عہد کر چکی تھیں کہ کبھی ہاتھ نہ روکیں گی، خود کم پر قناعت کی زندگی گزار کر جنتوں میں مہربان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت پائیں گی مگر اب یہ پیارا بھانجا ہی ایسی باتیں کرتا پھرتا ہے۔
خالہ جان بھانجے سے ناراض ہو جاتی ہیں، بولنا بھی چھوڑ دیتی ہیں، غصے میں آئندہ بات نہ کرنے کی قسم کھا لیتی ہیں۔
محبت کرنے والا بھانجا بھلا اپنی عظیم خالہ کی ناراضگی کیسے برداشت کر سکتا تھا؟
اب لگا منانے کی کوشش کرنے، کبھی کسی سے سفارش تو کبھی کوئی کوشش۔
مگر خالہ تو سخت ناراض!
ایسے میں ایک دن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے دو ننھیالی رشتہ داروں کو ساتھ لے کر جا پہنچے، ان مہمانوں نے حاضری کی اجازت چاہی تو امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلا لیا۔ خالہ جان پردے کے پیچھے تشریف فرما ہوئیں۔ انہیں کیا خبر کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی ان کو ساتھ لایا ہے۔ جوں ہی وہ بیٹھے، عبداللہ رضی اللہ عنہ جھٹ سے پردے کے اندر جا کر خالہ سے لپٹ گئے اور لگے رونے اور معافی تلافی کی۔ ادھر ننھیال بھی معافی کی سفارشیں کرنے لگے۔ بھانجے کے اس محبت

بھرے انداز نے خالہ کا دل نرم کر دیا۔ انہوں نے پیار سے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لپٹا لیا، پیار کیا اور معاف کر دیا اور پھر اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے کے لئے غلام آزاد کیا۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ آپ بار بار اس کفارہ کے لئے غلام آزاد کرتی رہیں حتیٰ کہ ۴۰ غلام آزاد کر دیئے۔ (رواہ البخاری، کتاب المناقب، باب الھجرۃ)

یہی نہیں، امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے واقعہ افک میں بدترین الزام تراشی کرنے والے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سمیت کئی لوگوں کو معاف کر دیا۔

غلطیاں انسانوں سے ہوتی ہیں، انہیں معاف کر دینا ہی امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہدایت اور عمل ہے۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا دم بھرنے والے ذرا سوچیں!

ہمارے گھروں اور خاندانوں میں معافی کا رجحان کتنا کم ہو گیا ہے؟

برسوں ناراضگی کا کتا کنویں سے نہیں نکلتا اور ہم اپنے دلوں کو میلا کئے رکھتے ہیں، یہ معاف نہ کرنا اور مسئلوں کو مسلسل زندہ رکھنا اور کڑھتے رہنا ہمیں شوگر، بلڈ پریشر اور دل کے روگ لگا دیتا ہے، ہمارے اعصاب مسلسل تناؤ کا شکار رہ کر کمزور پڑ جاتے ہیں اور یہ معاف نہ کرنے کا عمل ہمیں اندر سے کھوکھلا کر دیتا ہے۔ یہ لوگوں کی باتوں اور ان سے پہنچنے والی تکلیفوں کے منوں وزنی بوجھ اپنے اوپر لاد کر ہم زندگی کا سفر طے کرتے رہتے ہیں جس سے ہماری کامیابیوں اور آگے بڑھنے کی رفتار بھی آہستہ ہو جاتی ہے، ہمارے چہرے وقت سے پہلے بوڑھے اور جھریوں زدہ ہو جاتے ہیں اور ہم گھٹ گھٹ کر اپنی زندگی خود اپنے ہاتھوں عذاب بنا لیتے ہیں۔

غصہ، معاف نہ کرنا، حسد یہ وہ چیزیں ہیں جو خود ہماری شخصیت کی عمارت کو کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ اکثر ہمارا دل دکھانے اور تکلیف پہنچانے والے کو خود بھی یاد نہیں رہتا مگر ہم اسے برسوں یاد رکھ رکھ کر اپنی زندگی اور وقت کا اتنا حصہ اس تکلیف دینے والے کے نام کرتے رہتے ہیں۔

یہیں سے پھر غیبت اور تہمت اور دوسرے کو نقصان پہنچانے کی خواہش جیسی بیماریوں کا آغاز ہوتا ہے اور ہم اپنے ہاتھوں اپنی خوشیوں کا گلا گھونٹ دیتے ہیں جبکہ اگر ہم اپنے دل میں ایک قبرستان بنا لیں اور روزرات کو دن بھر میں لوگوں سے پہنچنے والی تکلیفوں، ان کے تلخ جملوں، طنز اور مذاق اڑانے کو اس قبرستان میں دفن کر کے سو جانے کی عادت بنا لیں (اور یقین کریں کہ صرف ۳۴ دن اگر ہم خود پر جبر کر کے یہ کام کر لیں تو ان شاء اللہ ہماری عادت بن جائے گی) تو ہماری زندگی میں سکون اور روحانیت آ جائے گی۔

ہمارے بوجھ ہم پر سے ہٹ جائیں گے۔

ہمیں آگے بڑھنے اور کامیاب ہونے کے راستے نظر آنا شروع ہو جائیں گے اور ان پر سفر آسان ہوتا چلا جائے گا۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا بہت پیار سے ہمیں یہ سب کچھ سکھانا چاہتی ہیں، ان کی سیرت کا ایک اہم پیغام یہ ہے۔ آیئے اسے قبول کر کے سکھ، آسانی اور عافیت کے سفر کا آغاز کریں۔



جنتوں کی طرف سفر

۱۷ رمضان ۵۸ ہجری کی مبارک رات ہے!

جنت البقیع میں انسانوں کا اس قدر اژدہام اور رش ہے کہ کبھی اس سے پہلے نہیں دیکھا گیا۔

لوگ ہیں کہ ٹوٹے پڑ رہے ہیں، عورتوں کی ایک بڑی تعداد بھی موجود ہے۔

سب دکھی ہیں، مغموم ہیں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا ۶۷ برس کی عمر میں چند دن بیمار رہ کر آج دنیا سے رخصت ہوئی ہیں، رفیق اعلیٰ کی طرف روانہ ہوگئی ہیں اور انہی کے حکم پر رات میں انتقال کے بعد رات ہی میں سپرد خاک کیا جا رہا ہے۔

مدینہ طیبہ کے قائمقام حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ ادا کرواتے ہیں، قریبی عزیز اور آپ کے بھانجے آپ رضی اللہ عنہا کے جسد اطہر کو مغموم دل کے ساتھ قبر میں اتارتے ہیں۔

جنت البقیع میں تدفین امی جان کا انتخاب تھا، انہوں نے کمال ایثار سے اپنے عظیم شوہر نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں تدفین کے لئے رکھی گئی اپنی جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی تھی اور خود دیگر ازواج مطہرات کے قریب دفن ہونا پسند فرمایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کے بعد تقریباً نصف صدی تک وہ مینارۂ نور کے طور پر موجود رہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے گئے علم اور عمل کی روشنی اللہ کے بندوں میں بانٹتی رہیں۔ سینکڑوں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائیں بالخصوص خواتین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مسائل کے

جوابات اور رہنمائی کے لئے رابطہ کامل بنی رہیں۔

اللہ ان سے راضی ہو گیا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوئے کہ وہ بھی آپ رضی اللہ عنہا سے راضی اور خوش تھے۔

اور ان شاء اللہ قیامت تک ان کے اربوں بیٹے بیٹیاں ان کی سیرت سے رہنمائی اور روشنی پا کر رب کی رضا حاصل کرتے رہیں گے۔

